بہشتی دروازہ

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

ناشر

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)

1

بہشتی دروازہ

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری



فقیہ اعظم پبلی کیشنز

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑا)

کتاب	بہشتی دروازہ
تصنیف	(صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری
حروف سازی	نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف
کمپیوٹر کوڈ	Mohib\Darwaza_Baba.inp
سال اشاعت	دسمبر 2010ء
صفحات	32
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور
ناشر	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف

ISBN 969-9079-23-1



سٹاکسٹ

1. انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور شریف، ضلع اوکاڑا
2. ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
3. فرید بک سٹال، 38-اردو بازار، لاہور
4. شبیر برادرز، 40-اردو بازار، لاہور
5. مکتبہ غوثیہ، باباجلال بلڈنگ، یونی ورسٹی روڈ، کراچی

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى
آل سَيِّدِنَا وَ مَوْلانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى لَهٗ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ
سَيِّدِنَا وَ مَوْلانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

فہرست



بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

شیخ شیوخ الاسلام حضرت سیدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز برصغیر پاک و ہند کے صوفیہ عظام اور اولیاء کرام میں ممتاز و وحید اور فرد فرید ہیں[۱] اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی مقبولیت و محبوبیت سے سرفراز فرمایا ہے کہ خلق خدا کی زبانوں پر ان کے تذکار اور دل ان کی محبت سے سرشار ہیں--- بلاشبہ آپ ان اہل ایمان و عمل میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، جن کے بارے میں رب کریم و رحیم فرماتا ہے:

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا٥---[۲]

"عنقریب رحمٰن ان کے لیے (اپنے بندوں کے دلوں میں) محبت پیدا کردے گا"---

بالیقین آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کے مصداق ہیں:

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیتا ہے:

إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ---

"بے شک میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ"---

چناں چہ سید الملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں---
پھر وہ آسمانوں میں ندا کرتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ---

"بے شک اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو"---

تو آسمان والے اس شخص کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں:

ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ---[۳]

"پھر اہل زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے"---

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی محبوبیت و مقبولیت کا خصوصی نظارہ بہشتی دروازہ کے موقع پر ہوتا ہے، جب لوگ بہشتی دروازہ سے گزرتے ہیں تو ان کی زبانوں پر "حق فرید یا فرید" اور "فرید فرید" کے نعرے ہوتے ہیں---

بہشتی دروازہ

سیدنا حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار کی پائنتی میں جنوبی دروازہ کو "جنتی دروازہ" اور "بہشتی دروازہ" کہا جاتا ہے، جو آپ کے عرس کے موقع پر

۵ محرم الحرام سے دس محرم الحرام تک ہر شب کھلتا ہے اور لاکھوں زائرین اس سے گزرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں---

بہشتی دروازہ چوں کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی جانب ہے، اس میں سے گزرنا دراصل اس بات کا عہد ہے کہ ہم صاحبِ مزار کے نقش قدم پر گامزن ہو کر شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہوں گے---

بہشتی دروازہ کی شہرت مسلّم ہے، مگر یہ حقیقت بھی باعث تعجب ہے کہ فوائد الفواد، سیر الاولیاء، اخبار الاخیار، تاریخ فرشتہ وغیرہ مستند کتب میں اس کا تذکرہ نہیں---
چناں چہ سید مسلم نظامی لکھتے ہیں:

"کسی قدیم و مستند کتاب میں بہشتی دروازہ کا حال نہیں ملتا"---[۴]

قدیم کتب تواریخ میں بہشتی دروازہ کا ذکر نہ ملنا باعث تعجب ضرور ہے، مگر اس کے جواز اور وجود کی نفی نہیں، کیوں کہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ "عدم ذکر، عدم ثبوت کی دلیل نہیں" البتہ کم و بیش سوڈیڑھ سو سال پہلے کی بعض تصانیف میں اس کا ذکر ملتا ہے---

مولوی نور احمد چشتی صاحب نے ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء میں تحقیقات چشتی تالیف کی[۵] موصوف اس کتاب میں بہشتی دروازہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

"وہاں دو دروازے ہیں، ایک شرق رویہ، جہاں سے آمد و رفت زائرین کی ہے اور دوسرا جنوب رویہ، یہ دروازہ بہشتی کر کے مشہور ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جناب خواجہ نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ یہاں کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں:

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا---

"یعنی جو کوئی اس دروازے میں داخل ہووے، تو آتش دوزخ سے وہ محفوظ رہے"---

اب بروز عرس یہ دروازہ کھلتا ہے اور لاکھ دو لاکھ آدمی وہاں حاضر ہوتے ہیں--- چناں چہ راقم نے بچشم خود دیکھا کہ اس دن آدمیوں کے سروں پر اور آدمی دوڑتے پھرتے ہیں اور مجاورین واسطے رفع ہجوم کے خـجـور (کھجور) کی شاخوں سے لوگوں کو مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جلدی مت کرو، مگر کوئی نہیں سنتا''---[۶]

مولفِ تحفۃ الابرار مرزا آفتاب بیگ چشتی نظامی بیان کرتے ہیں:

''مولف مذکور بھی ایک مرتبہ زیارت سے مشرف ہوا تھا---اس وقت مخدوم دیوان پیر اللہ جوایا صاحب سجادہ نشین تھے---وجہ تسمیہ بہشتی دروازہ کی صاحبِ ''خزینة الاصفیاء'' نے یوں لکھی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مزار پرانوار پر حاضر ہو کر واقعہ میں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ درمیان دروازہ مذکور تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے نظام الدین!

مَنْ دَخَلَ فِیْ هٰذِہِ الْبَاب کَانَ آمِنا---

یعنی جو کوئی اس دروازے میں داخل ہوا، وہ امان میں ہے---پس اس روز سے یہ دروازہ ''بہشتی دروازہ'' کے نام سے مشہور ہے''---[۷]

مفتی غلام سرور لاہوری (م۱۲۴۴ھ) لکھتے ہیں:

''پانچویں محرم کو یہاں (پاک پتن شریف میں) میلہ ہوتا ہے اور بہشتی دروازہ جو حضرت کے روضہ کے دروازہ میں سے ایک دروازہ ہے، اس روز کھلتا ہے''---[۸]

ایک اور مقام پر مفتی صاحب یوں رقم طراز ہیں:

''محرم کی پانچویں یہاں بڑی دھوم دھام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک دروازہ سال بھر بند رہتا ہے اوس روز کھلتا ہے، اوس کو لوگ

5

''بہشتی دروازہ'' کہتے ہیں''---[۹]

عہد حاضر میں کتب تصوف کے مشہور مترجم و مولف الحاج کیپٹن واحد بخش سیال چشتی صابری نے جنتی دروازہ کی وجہ تسمیہ اور اس کی عقلی و علمی توجیہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے، یہاں اس کے اہم مباحث ان ہی کے الفاظ میں زیب قرطاس ہیں:

جنتی دروازہ

''حضرت شیخ الاسلام گنج شکر قدس سرہ کے کمالات میں سے ایک جنتی دروازہ ہے، جو آپ کے فیض عام اور لطف دوام کی علامت ہے--- جنتی دروازے کی حقیقت یہ ہے، حضرت خواجہ گنج شکر قدس سرہ کے وصال کے بعد جب حضرت سلطان المشائخ اجودھن پہنچے تو فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے مجھ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص اس دروازے سے گزرے گا، جنتی ہے--- حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

من دخل هذه الباب امن ---

یہ حدیث ہے، نیز حدیث قدسی ہے، کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کوئی بات فرما دیں تو اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے اور چوں کہ اس حدیث کے اسناد متصل ہیں اور تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے اصول حدیث کی رو سے یہ حدیث صحیح اور معتبر ہے، لیکن اس کے باوجود اس کے متعلق بعض حلقوں میں چہ میگوئیاں سننے میں آتی ہیں---

قبل اس کے کہ اس حدیث کی صحت کے متعلق بحث کی جائے، یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کرام نے اس حدیث کے دو مفہوم لیے ہیں،

جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن اور اس باطن کا ایک اور باطن ہے............ اسی طرح احادیث نبوی میں بھی قرآن عظیم کی طرح جامعیت ہوتی ہے اور محدثین و ائمۃ المجتہدین نے ہر حدیث کے کئی مفہوم نکالے ہیں، بعینہٖ اسی طرح اس حدیث کے بھی دو مفہوم ہیں، ایک ظاہری اور دوسرا باطنی---

ظاہری مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس دروازے سے گزرے گا، بہشتی ہے اور باطنی یہ ہے کہ جو شخص باب طریقت یا سلوک الی اللہ سے گزرے گا، قرب و معرفتِ حق سے مشرف ہوگا--- اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سا مفہوم صحیح ہے، ظاہری یا باطنی--- جواب یہ ہے کہ دونوں مفہوم اپنی جگہ پر صحیح ہیں......... یہ بھی صحیح ہے کہ جو اس دروازے سے گزر جائے، بہشتی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ جو شخص حضرت خواجہ گنج شکر قدس سرہ کے مسلک، یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کرلے، وہ بہشتی ہے''---[۱۰]

الحاج سیال صاحب مزید لکھتے ہیں:

بہشتی دروازے کا علمی اور شرعی جواز

''اب دوسرا سوال جو کم علم، کم فہم لوگ کرتے ہیں، یہ ہے کہ ایک گناہ گار یعنی چور، ڈاکو، زانی کے گناہ کیوں کر بہشتی دروازے سے گزرنے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں---

ایک دفعہ یہی سوال پاک پتن شریف میں عرس کے موقع پر بہاول پور ڈگری کالج کے پرنسپل مولوی ضیاء الدین احمد جو بمبئی میں کمشنر پولیس رہنے کے بعد

ریاست بہاول پور کے کمشنر پولیس بھی رہ چکے تھے اور بڑے عالم فاضل تھے، (نے) حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید خلیفہ مولانا غلام محمد گھوٹوی، شیخ الجامعہ عباسیہ بہاول پور سے کیا--- یاد رہے کہ حضرت شیخ الجامعہ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے چوٹی کے پانچ دس علماء کرام میں ہوتا ہے--- تبحر علمی کے علاوہ آپ صوفی روشن ضمیر بھی تھے، اس لیے انہوں نے جو جواب دیا، وہ یہاں درج کیا جاتا ہے، تاکہ بہشتی دروازے کے علمی و شرعی جواز سے سب حضرات آگاہ ہو جائیں--- حضرت شیخ الجامعہ نے فرمایا:

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم سے جائے گا--- حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اعمال سے کوئی شخص بہشت میں نہیں جائے گا، بلکہ اللہ کی رحمت سے جائے گا--- یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور آپ؟ آپ نے فرمایا، میں بھی اپنے اعمال کی بدولت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہشت میں جاؤں گا--- جب سرور کونین ﷺ جن کی خاطر ساری کائنات وجود میں آئی ہے، کا یہ حال ہے (کہ آپ بر بنائے اظہار بندگی و تواضع اس قسم کے کلمات بیان فرما رہے ہیں)، تو پھر ہمارے تمہارے اعمال کی کیا حیثیت ہے کہ ہم ان کی بدولت بہشت میں جا سکیں--- دراصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت، شان اور کبریائی کا یہ عالم ہے کہ آدمی اس کی جس قدر عبادت کرے، اس کی عظمت کے سامنے ہیچ ہے--- کیوں کہ اس سے نہ ذات باری کی عظمت کا حق ادا ہو سکتا ہے، نہ شان کبریائی کا--- یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ دن میں ستر بار استغفار پڑھا کرتے تھے، حالاں کہ آپ معصوم تھے---

نیز آپ اکثر یہ مناجات کیا کرتے تھے:

یَا وَھَّابُ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ مَا ذَکَرْنَاكَ حَقَّ ذِکْرِكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ مَا شَکَرْنَاكَ حَقَّ شُکْرِكَ---

''اے احسان عظیم کرنے والی پاک ذات! تو اس قدر بلند و برتر ہے کہ نہ ہم تیری عظمت کے مطابق تیری عبادت کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ تیرے کمالات کے مطابق تیرے ذکر کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ تیری رحمت کے مطابق تیرا شکر ادا کر سکتے ہیں''---

جب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام معترف ہیں کہ ان کے سمیت کوئی شخص حق عبادت ادا نہیں کر سکتا تو وہی بات ثابت ہوئی کہ ہر شخص حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہشت میں جائے گا، اپنے اعمال کی بدولت نہیں جائے گا، کیوں کہ ہمارے اعمال اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ہمیں بہشت میں پہنچا سکیں--- تو یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ نیک اعمال کے بغیر بہشتی دروازے سے گزرنے والا کیسے بہشتی ہو سکتا ہے''---[۱۱]

حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

صحت حدیث

''دوسری بات یہ ہے کہ آیا یہ حدیث جو بہشتی دروازے پر لکھی ہوئی ہے صحیح ہے یا نہیں ہے---علم حدیث کے ماہرین نے، جن کو عرف عام میں محدثین کہا جاتا ہے، صحت حدیث کے متعلق اصول مقرر کیے ہیں اور ان اصولوں کے مطابق جس حدیث کا سلسلۂ اسناد متصل اور معتبر ہوتا ہے،

اسے حدیث صحیح قرار دیا جا سکتا ہے--- چناں چہ اس حدیث کا سلسلۂ اسناد بھی اصول حدیث کے مطابق بالکل صحیح اور معتبر ہے--- مثلاً میرے حضرت شاہ مہر علی گولڑوی نے مجھے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، انہوں نے اپنے شیخ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، انہوں نے اپنے شیخ سے سنا اور انہوں نے اپنے شیخ سے اور سلسلۂ اسناد حضرت شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز پر ختم ہوتا ہے--- اور (وہ) فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس دروازے سے گزرے گا، بہشتی ہے---

اب ان راویوں میں سے کوئی راوی ایسا نہیں ہے جو غیر معتبر اور غیر ثقہ ہو، اس لیے اصول حدیث کی رو سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے--- اب جو حدیث صحیح ہو، اس میں شک کرنا ضلالت اور گمراہی ہے---

عین اسی طرح آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کر لے، اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں--- نیز فرمایا، جو شخص حجر اسود کو بوسہ دے، اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں--- نیز فرمایا، جو شخص اپنی زبان سے توبہ کر لے، اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ اس طرح ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا---

اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ حج کرنے، حجر اسود کو بوسہ دینے اور زبان سے توبہ کرنے میں کیا تاثیر ہے کہ ساری زندگی کے تمام گناہ بہ یک قلم معاف ہو جاتے ہیں--- یہ رحمت حق ہے کہ ہماری بخشش کے لیے اس نے اتنے دروازے کھول دیے ہیں--- کسی نے خوب کہا ہے:

رحمت حق بہانہ مے جوید

''اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے''---

چناں چہ یہ بہشتی دروازہ بھی حق تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کے لیے ایک ذریعۂ بخشش بنادیا ہے، اگر ہم اس صحیح حدیث کو ہر لحاظ سے تسلیم نہ کریں تو بخشش کی تمام باقی احادیث سے بھی انکار لازم آتا ہے، لہٰذا جب حج کرنے، حجر اسود کو بوسہ دینے اور توبہ کرنے والی احادیث سے گناہ معاف ہوسکتے ہیں تو اس حدیث کی رو سے بھی معاف ہوسکتے ہیں، اس میں کون سی قباحت ہے---

حضرت شیخ الجامعہ کی یہ دھواں دار تقریر سن کر مولوی ضیاء الدین اور باقی حاضرین عش عش کر رہے تھے اور کسی کو مزید سوال کی ضرورت محسوس نہ ہوئی''---[۱۲]

حضرت پیر مہر علی شاہ کی طرف سے بہشتی دروازہ پر اعتراضات کے جواب

حضرت پیر سید مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہ (۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) (گولڑہ شریف، اسلام آباد) کے سوانح نگار حضرت مولانا فیض احمد فیض گولڑوی بیان کرتے ہیں:

''حضرت رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ہر سال پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر حاضر ہوتے تھے---قصور اور ریاست بہاول پور کے غیر مقلد علماء متواتر کئی سال وہاں پہنچ کر آپ سے سوال کرتے رہے کہ کیا آپ عالم ہو کر اس بات کو درست مانتے ہیں کہ جو شخص بابا صاحب کے روضہ کے ''بہشتی دروازہ'' سے گزر جائے وہ جنت کا سزاوار ہو جاتا ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جواب میں ہر سال نیا استدلال پیش فرماتے---

مولوی غلام قادر چکو کا تحصیل منچن آباد نے یہی سوال کیا تو فرمایا:

کیا یہ حدیث صحیح نہیں کہ مومن کی قبر رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ہوتی ہے؟ اس نے کہا، صحیح ہے---فرمایا:

جب لفظ جنت کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرا، تو اس کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟ مولوی صاحب نے کہا، اس لفظ کا جواز تو درست ہوا مگر یہ فرمایئے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے اسی ایک دروازے میں کیا خصوصیت ہے کہ اسے ''بہشتی دروازہ'' کہا جائے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے بچشم سر، عالم ظاہر میں حضور سرور کائنات ﷺ کو بہ جسم اطہر بمعہ چہار یار کبار ۶-۷ر محرم کی درمیانی رات کو اس دروازہ سے گزر کر مقبرہ کے اندر تشریف لے جاتے دیکھا ہے اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ فَقَدْ اٰمِنَ ''جو اس دروازے میں داخل ہوا، وہ امن میں آگیا اور مامون ہوا''---

مشائخ عظام کا بھی اس پر اتفاق رہا ہے''---

اس کے بعد مولوی صاحب نے اعتراض کیا کہ زائرین ''فرید فرید'' کیوں پکارتے ہیں؟ اللہ اللہ کیوں نہیں کہتے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عرس کے موقعہ پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے:

اللہ، محمد، چار یار، حاجی، خواجہ، قطب، فرید

وہ لفظ فرید کو مکرر سہ کرر کہہ دیتے ہیں اور اس چیز کے جواز میں قرآن مجید کی ایک آیت موجود ہے---مولوی صاحب نے چونک کر کہا، وہ کون سی آیت ہے؟ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ○---[۱۳]

"پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور کفر نہ کرو"---

اور فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے، تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا---حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دم تک اللہ کا ذکر کیا، اب اللہ اپنی مخلوق کی زبان سے اپنے پیارے بندے "فرید" کا ذکر کرا رہا ہے، آج سات سو سال سے اذکرکم کا وعدہ پورا ہو رہا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ یوں ہی ہوتا رہے گا کہ ہر سال ہزار در ہزار مخلوق یہاں جمع ہو کر فرید فرید کے نعرے لگاتی رہے گی---اللہ تعالیٰ جسم اور مکان سے پاک ہے اور یہ اس کے ذکر کرنے کی ایک صورت ہے۔

قصور کے ایک مولوی صاحب سے بھی قبلۂ عالم نے یہی فرمایا تھا کہ میں تو یہاں (یعنی پاک پتن شریف میں) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کا نقشہ دیکھنے آتا ہوں---

ایک اور موقع پر آپ نے اس حدیث پاک سے استدلال فرمایا، جس میں ارشاد ہے کہ مجمع ذاکرین پر ملائکۂ رحمت کا نزول ہوتا ہے کہ جو شخص اپنی کسی دنیوی غرض کے لیے اس مجمع میں شامل ہو گیا ہو، اسے بھی ثواب و مغفرت میں شامل کر لیا جائے، کیوں کہ لا یشقی جلیسهم "ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والے شقی نہیں ہوتے"---[۱۴]

باب الجنۃ یا بہشتی دروازہ

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز (۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) کے تلمیذ خاص اور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کے سابق صدر المدرسین، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ابوالضیاء محمد باقر نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۸ء) نے بہشتی دروازے کی شرعی حیثیت پر مدلّل مضمون تحریر فرمایا تھا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تخریج، پیرا بندی، عربی و فارسی عبارات کے تراجم اور سرخیوں کے اضافے کے ساتھ یہ علمی شاہ پارہ

اس کتابچے میں شامل کر دیا جائے---حضرت صدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"حضرت زیب اورنگ ولایت، مرکز ارژنگ ہدایت، سلطان المشائخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے قبۂ مقدسہ کے جنوبی دروازہ کو باب الجنۃ یا بہشتی دروازہ کہا جاتا ہے---

باب الجنۃ کہنے کے کئی وجوہ ہیں، من جملہ ایک یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلْقَبْرُ إِمَّا رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ---[۱۵]

"قبر یا تو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے"---

اور ظاہر ہے کہ بہشت کا باغ وہی قبر ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب آرام فرما ہوتے ہیں اور حضرت بابا فرید رضی اللہ عنہ، حق تعالیٰ کے ولی کامل اور محبوب کامل ہیں، لہٰذا ان کی قبر روضة من رياض الجنة کا مصداق اور دروازہ بے شک باب الجنۃ یا بہشتی دروازہ ہوا---

اگرچہ تمام بزرگانِ دین کے مقبروں کے دروازے بہشتی دروازے ہیں، مگر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے کے متعلق شہرت کا سبب وہ روایات ہیں، جو بزرگانِ دین سے منقول ہیں---بالخصوص یہ کہ پاؤں کی طرف والا دروازہ صاحبِ دروازہ کی اتباع اور پیروی کی تلقین بھی کرتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ أُمَّهَاتِكُمْ---[۱۶]

"بہشت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"---

یعنی ماؤں کی فرماں برداری بہشت کا سبب ہے---اسی طرح یہ

جنوبی دروازہ اعلان کرتا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فرماں برداری جو حضور ﷺ کی اتباع واطاعت اور حق تعالیٰ کی اطاعت ہے، بہشت میں داخلہ کا سبب ہے---

بہشتی دروازہ گزرنا جائز اور باعثِ برکت ہے

بیانِ سابق سے واضح ہو چکا ہے کہ اس دروازہ سے گزرنا شریعت مطہرہ پر عمل کرنے اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پاک زندگی کے مطابق اپنی زندگی بنانے کا درس دیتا ہے--- جب یہ بات ہے تو اس دروازہ سے گزرنا جائز و مستحب ہے--- حدیث پاک میں ہے:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ---[۱۷]

"میں تم کو قبروں کی زیارت سے روکتا تھا، آگاہ رہو، ان کی زیارت کیا کرو، اس لیے کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے"---

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو کام اعمال صالحہ کی ترغیب دے اور اخلاق و عادات کی درستی کرے، وہ شرعاً مطلوب و مقصود ہوتا ہے--- بلکہ ایسے کام یا رسم کو ترک کرنا یا اس میں کوئی ایسی تبدیلی کرنا، جس سے اس کی افادیت و اہمیت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو، ناجائز ہے--- بلکہ بسا اوقات قساوتِ قلوب کا سبب بن جایا کرتی ہے--- چناں چہ بنی اسرائیل کے بزرگوں اور زاہدوں نے اپنے دین میں رسمِ رہبانیت نکالی، جس پر عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے انعامات اور اہم مراتب عطا کیے، پھر جب ان کی

پچھلی نسلوں نے رہبانیت کی ہیئت کذائیہ کو بگاڑ دیا اور اس پر کما حقہ عمل کرنا ترک کر دیا تو اس کو قرآن کریم میں سخت ناپسند کہا گیا ہے اور ان کی اس کم کوشی اور نالائقی کو ان کلمات طیبات کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے:

﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾---[۱۸]

"انہوں نے اس (رہبانیت) کی رعایت اور نگہبانی نہ کی جس طرح اس کا حق تھا"---

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین اور اربابِ شریعت نے جو کام شروع کیا ہو، عنداللہ مقبول و پسند ہوتا ہے---

بہشتی دروازہ گزرنے کی رسم وراہ بے شک بزرگانِ دین اور اہل شرع اور اہل تصوف کی رائج کردہ ہے، لہٰذا اس دروازے سے گزرنا برکت اور حق تعالیٰ کی خوش نودی کا ذریعہ ہے--- نیز حدیث پاک میں ہے:

مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ---[۱۹]

"جس کو تمام مسلمان اچھا جانیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے"---

بہشتی دروازہ گزرنا تمام مسلمان ہی پسند کرتے ہیں اور اس غرض سے دور دراز سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی پسندیدہ ہے---

مقاماتِ مقدسہ میں داخلہ باعثِ مغفرت ہے

پھر یہ کوئی ایسی عجیب و غریب بات نہیں جس پر حیرت کا اظہار کر کے

سر ہلا دیا جائے، بلکہ بعض دروازوں سے گزرنے اور مکانوں میں داخل ہونے سے انعامات کا عطا ہونا اور بدیوں اور برائیوں کا بخشا جانا پہلے سے بھی ثابت ہے---

① قرآن کریم میں ہے، جس وقت یہودیوں نے جنگل تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی التجا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَ قُوْلُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ٥﴾---[۲۰]

''اور اس دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو، ہمارے گناہ معاف ہوں، ہم تمہاری خطائیں بخشیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو ہم اور زیادہ دیں''---

یہ دروازہ بیت المقدس یا اس کے قریب ایک بستی کا تھا، جس کا نام اریحا تھا، جو ان کے لیے متبرک اور بمنزلہ کعبہ تھا---

② نیز قرآن کریم میں حرمِ کعبہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا﴾---[۲۱]

''ہم نے اسے امن والا حرم بنایا''---

اب ہم اس کی وجہ پر جب غور کرتے ہیں تو یہ امور سامنے آتے ہیں، کہ اس کے امن والا ہونے کا سبب یا تو مقربین بارگاہِ الٰہی کی دعا ہے یا مقربینِ بارگاہِ ایزدی کی تعمیری کارکردگی یا یہ کہ وہ قبلۂ اہلِ اسلام ہے اور یا یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بیتی (میرا گھر) کہہ کر اپنی طرف نسبت فرمایا ہے---

لیکن بہشتی دروازہ بھی ایسی نسبتیں رکھتا ہے، اس کی شان و شوکت اور کرامت و برکت کے لیے دعائیں بھی ہیں، اس کی تعمیر محبوبانِ بارگاہ کی طرف

منسوب ہے اور جس فردِ زاہد، مردِ مجاہد کے روضہ کا یہ دروازہ ہے، وہ بے شک قبلۂ عالم بھی ہے---

عظمتِ مؤمن

سرکارِ ابد قرار سرکارِ دو عالم ﷺ نے کعبۂ مکرمہ کی طرف چشم خدا بین اٹھائی اور فرمایا:

''اے کعبہ! بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری بڑی شان اور عزت ہے مگر بندۂ مؤمن کی شان تجھ سے فزوں تر ہے''......(او کما قال ﷺ)---[۲۲]

اور اگر کعبہ کو بیتی کا شرفِ اضافت حاصل ہے تو قلبِ بندۂ مؤمن کو اس سے بڑھ کر شرف و کرامت حاصل ہے---

حدیث قدسی میں ارشاد مبارک ہے:

لَا يَسَعُنِيْ اَرْضِيْ وَ لَا سَمَائِيْ وَ لٰكِنْ يَّسَعُنِيْ قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ---[۲۳]

''زمین و آسمان کی وسعتیں مجھے نہیں سما سکتیں، البتہ بندۂ مومن کا دل میرے جلووں کا امین ہو سکتا ہے''---

نیز حدیث قدسی منقول ہے:

الانسان سری و انا سرہ---[۲۴]

''انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں''---

مثنوی شریف میں اس مسئلہ کو نہایت وضاحت اور دل نشیں انداز سے محقق فرمایا:

حقِ آں حقے کہ جانت دیدہ است
کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
کعبہ ہر چندے کہ خانۂ برِّ اوست
خلقت من نیز خانۂ سرِّ اوست
کعبہ را یک بار بَیْتِــــــی گفت یار
گفت یَــــا عَبْــدِیْ مرا ہفتاد بار [۲۵]

''اس حق تعالیٰ کی قسم، تیری روح نے جس کا مشاہدہ کیا ہے کہ اس نے اپنے گھر پر مجھے فضیلت بخشی ہے---

ہر چند کہ کعبہ اس کی عبادت کا گھر ہے، مگر میرا وجود بھی اس کے اسرار کا گھر ہے---

دوست (اللہ تعالیٰ) نے کعبہ کو ایک بار بیتــی (میرا گھر) کہا ہے، جب کہ مجھے اس نے ستر بار یـــا عبــدی (اے میرے بندے!) کہہ کر خطاب فرمایا ہے''---

خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَo﴾---[۲۶]

''ان پر کوئی خوف نہیں''---

ظاہر ہے کہ امن والے کی ہم نشینی سے امن ملتا ہے، جیسے کہ پریشان کی صحبت سے پریشانی لاحق ہوجاتی ہے---چناں چہ حدیث قدسی ہے:

اُولٰئِکَ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ---[۲۷]

''وہ لوگ ایسی قوم ہیں، جن کے طفیل ان کا ہم نشین بدبخت اور محروم نہیں رہتا''---

پس جو شخص درست نیت اور صحیح اعتقاد کے ساتھ بہشتی دروازہ گزرتا ہے، ارحم الراحمین اس کے لیے اگر رحمت کے دریچے کھول دے اور بخشش ذنوب فرمادے تو یہ اس کے کرم سے کیا بعید ہے---البتہ کعبہ کی برتری اور فضیلت چوں کہ باطنی براہین اور شواہد کے علاوہ ایسی احادیث اور آیات و بینات قطعیۃ الدلالۃ سے بھی ثابت ہے، جن کا انکار کفر ہے، اس لیے منکرین کو جرأت انکار نہ ہوسکی اور بزرگان دین کا بعض فضل وشرف چوں کہ اکثر باطنی تجلیات وانکشافات سے متعلق ہے، اس وجہ سے بدباطن اور بداعتقاد لوگوں پر منکشف نہ ہوا--- نیز غیرتِ الٰہیہ نے بھی اپنے محبوبوں کی شان کو اغیار سے مستور رکھا، کیوں کہ:

اغیار کو اسرار بتائے نہیں جاتے
مغضوب کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

جنت البقیع

ہاں میں نے کہا تھا کہ بعض دروازے اور مکانات جو اللہ والوں کے ساتھ منسوب ہوجاتے ہیں، ان میں داخل ہونا باعثِ امن اور ذریعۂ بخشش ہے--- زیادہ دور کیا جایئے قبرستان ہی کو دیکھیے، جس قبرستان کو ایسی نسبت عالیہ کا شرف مل گیا، اس کی شان ارفع و اعلیٰ ہوگئی---حدیث پاک میں ہے:

''جنت البقیع پر فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہے، جب یہ قبرستان پُر ہوجاتا ہے تو وہ اس کی اطراف کو پکڑ کر بہشت میں انڈیل دیتے ہیں''---[۲۸]

اور یہ سب نسبتِ عظمٰی کی برکت اور کرشمہ سازی ہے---حضور نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے وقت اعلانِ عام فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ---[۲۹]

''جو بھی ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا، وہ امن والا ہے''---

سبحان اللہ! اس ارحم الراحمین کے محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ کی فراوانیٔ رحمت اور ارزانیٔ شفقت تو دیکھو کہ عمر بھر کی مخالفت کرنے والوں اور عداوت رکھنے والوں کو صرف اس بات پر آزادی وامن عطا ہو رہا ہے کہ ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائیں، حالاں کہ وہ لوگ ابھی اسلام بھی نہیں لائے تھے---

حضرت سیدنا وغوثنا الغوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کو خواب میں ستر بار احتلام ہوا اور ہر بار الگ الگ عورت دیکھی، صبح ہوئی تو بہت پریشان ہو کر حضور قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا، حضور قدس سرہ نے اس کے عرض کرنے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا:

''پریشان نہ ہونا، میں نے لوح محفوظ میں دیکھا تھا کہ تو نے فلاں فلاں عورت کے ساتھ زنا کرنا ہے، تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان ستر زناؤں کو ستر احتلاموں میں تبدیل کر دیا ہے---[۳۰]

تو اس طرح یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم کی بارش ہوتی ہے اور حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس خاص نسبت کی طفیل بہت سے گناہوں سے حفاظت ہو سکتی ہے---

بابِ مدرسۂ غوث اعظم سے گزرنا باعثِ نجات ہے

قلائد الجواہر وغیرہ کتابوں میں ہے:

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَيُّمَا مُسْلِمٍ عَبَرَ عَلٰى بَابِ مَدْرَسَتِي فَإِنَّ عَذَابَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يُخَفَّفُ عَنْهُ---[۳۱]

''حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو شخص مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے پر سے گزر گیا، پس بے شک اس سے قیامت کے دن عذاب ہلکا کر دیا جائے گا''---

نیز روایت ہے:

قَالَ الشَّيْخُ رضي الله عنه إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ وَعَدَنِي أَنْ يُخَفِّفَ الْعَذَابَ عَنْ كُلِّ مَنْ عَبَرَ عَلٰى بَابِ مَدْرَسَتِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ---[۳۲]

''حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بے شک میرے رب عز وجل نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے پر سے گزریں، ان سب سے عذاب ہلکا کر دیا جائے گا''---

نسبتِ صالحین

اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی نسبت وساطت بہت پسند فرماتا ہے، چناں چہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾---[۳۳]

''اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ وذریعہ طلب کرو''---

اور بے شک اولیاء اللہ بارگاہِ احدیت تک پہنچنے کا بہترین واسطہ ہیں اور حضرت بابا فرید رضی اللہ عنہ بے شک ولی اللہ اور قطبِ وقت تھے، لہٰذا ان کا تعلق اور ان سے نسبت وربط وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے اور ظاہر ہی ہے کہ

پاکیزہ عقیدت کے ساتھ بہشتی دروازہ گزرنا، ارتباط وعقیدت قلبیہ کا وسیلہ اور سابقہ عقیدت میں اضافہ کا سبب ہے--- بناءً علیہ ہم عقیدت مند مسلمان اس کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور مغفرت کا وسیلہ سمجھ کر گزرتے ہیں اور وہ کریم جل شانہ ایسے ذرائع ووسائل کی قدر فرماتا ہے---

چنانچہ شرح الصدور، صفحہ ۵۹ میں ہے کہ بعض صالحین منکر نکیر کے سوال وجواب کے متعلق گفتگو کر رہے تھے، ان میں ایک صاحب بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا خادم تھا، جو حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی لوئی اپنے کندھوں پر اٹھایا کرتا تھا، اس نے کہا، میں تو منکر نکیر کے جواب میں یہی کہوں گا--- انہوں نے کہا کہ اس کا پتہ کس کو ہو سکتا ہے، اس خادم نے فرمایا کہ میری قبر پر بیٹھ جانا تا کہ تم میرا جواب سنو--- چناں چہ جب وہ فوت ہو گیا تو وہ اس کی قبر پر بیٹھ گئے اور انہوں نے منکر نکیر کے جواب میں اس خادم کو یہ کہتے سنا کہ تم مجھ سے پوچھتے ہو جب کہ میں نے اپنی گردن پر حضرت بایزید رضی اللہ عنہ کی لوئی اٹھائی تھی، بس اتنا سنتے ہی فرشتے چلے گئے---

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی پیاری نسبتوں کی قدر ومنزلت خود بیان فرماتا ہے--- چناں چہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ تعمیر فرمایا، اللہ جل شانہ نے اس پتھر کے پاس نماز پڑھنا، ہر اس شخص پر لازم کر دیا جو طواف کرے--- ارشاد ہوا:

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیمَ مُصَلًّى﴾---[۳۴]

تو کیا یہ شان کریمی سے بعید ہے اور کیا یہ ان کی شان رحمۃ للعالمین سے دور ہے کہ دروازۂ بہشتی کے متعلق ارشاد فرما دیں:

مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا---

اور اس کی شان ایسی ہو جائے کہ جو لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھنے والا مسلمان اس دروازہ میں داخل ہو جائے، اس کی عاقبت نیک ہو جائے اور اس کی برکت سے خاتمہ بالخیر ہو، گناہ معاف ہوں اور آئندہ بہت سے گناہوں سے بچے--- یوں بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اس حالت پر رہے اور اس پر بظاہر کوئی اچھے اثرات ظاہر نہ ہوں مگر کیا معلوم کہ اس نے اس سال کیا کیا عظیم گناہ کرنے تھے، مگر بہشتی دروازہ کی برکت سے بچ نکلا---

مولیٰ تعالیٰ چشمِ بینا عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کے فیوض وبرکات سے مستفیض ومستفید ہونے کی توفیق دے، آمین'---[۳۵]

ضروری بات

بہشتی دروازے کا جواز اور اس کے فیوض وبرکات سے کسی بھی اہل محبت کو انکار نہیں کرنا چاہیے، تاہم اس کے ساتھ ساتھ سیرت وتعلیمات گنج شکر پر عمل بھی بے حد ضروری ہے کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تمام زندگی شریعت مطہرہ سے عبارت ہے--- سید مسلم نظامی ''ضروری بات'' کے عنوان سے تحریر کرتے ہیں:

''جس طرح محض اعمال صالحہ پر بھروسہ کر لینا اور فضل رب سے قطع نظر کر لینا غلط ہے، اسی طرح نیکیوں کو چھوڑ کر صرف بہشتی دروازہ میں سے گزرنے کے بعد گناہ پر نڈر اور بے باک ہو جانا بھی گمراہی ہے---

پاک پٹن شریف کے اطراف میں اور راوی کے کنارے جو لوگ آباد ہیں، ان میں نومسلموں کی تعداد زیادہ ہے--- یہ لوگ اسلام قبول کرنے سے پہلے جرائم پیشہ تھے، حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض نے ان کو اسلام کی

نورانیت سے ہم کنار کر دیا تھا اور ان کی حالت بدل گئی تھی، مگر اب پھر ان میں اکثر کا یہ حال ہے کہ پورا سال چوریاں کرتے اور کراتے ہیں اور دوسرے جرائم میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے ہیں اور پھر سال کے بعد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر بہشتی دروازہ سے گزر جانے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری تمام بداعمالیاں معاف ہوگئیں اور پھر سال بھر دلیری سے گناہ کرتے رہتے ہیں--- کاش وہ لوگ جن پر تبلیغ و ہدایت کا فرض عاید ہوتا ہے، خصوصاً علماء اور مشائخ لوگوں میں حقوق العباد کی اہمیت بتلائیں اور ان کو کہیں کہ توبہ یہ ہے کہ پھر دوبارہ گناہ نہ کیا جائے، ورنہ زبانی توبہ تو اللہ تعالیٰ سے مزاح ہے، جو اس کے غضب کو ابھارتا ہے'' ---[۳۶]

اللہ تعالیٰ ہمیں جملہ اولیائے کرام، خصوصاً حضور بابا فرید الدین گنج شکر اور آپ کے مشائخ کرام کے صدقے اپنا قرب عطا کرے، دین کا فہم نصیب فرمائے، شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے اور اپنی محبت اور خصوصی قرب سے نوازے---

آمین بجاہ طہ و یٰس صلی اللہ تعالٰی و بارک وسلم
علیہ و علٰی آلہ و اصحٰبہ اجمعین



حواشی

۱......حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے احقر کی تصنیف ''حضرت گنج شکر'' ملاحظہ فرمائیں--- یہ کتابچہ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء میں فقیہ اعظم پبلی کیشنز کی طرف سے شائع ہوا تو ماہ نامہ منہاج القرآن، لاہور کے مدیر نے مارچ، اپریل ۲۰۰۳ء کے شماروں میں شامل کیا--- بعد ازاں اسے ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء میں ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ڈائریکٹر محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب نے معارف اولیاء میں اور پھر علیحدہ کتابچہ کی صورت میں بھی شائع کیا---

۲......مریم، ۹۶:۱۹

۳......امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع، کتاب الادب، باب المقة من اللہ عز و جل، جلد۲، صفحہ ۸۹۲

- امام مسلم بن حجاج قشیری، م ۲۶۱ھ، صحیح مسلم، اصح المطابع، کتاب البر و الصلة و الادب، باب اذا احب اللہ عبدا حببه الٰی عبادہ، جلد۲، صفحہ ۳۳۱

۴......سید مسلم نظامی، انوار الفرید، طبع ہفتم، صوفیہ دار الاشاعت، پاک پتن، صفحہ ۴۲۰

۵......مولوی نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی، انتشارات پنجابی ادبی اکادمی، لاہور، ۱۹۶۴ء، صفحہ ۳۸

۶......تحقیقات چشتی، صفحہ ۲۲۳

۷......مرزا آفتاب محمد نواب بیگ چشتی نظامی دہلوی، تحفۃ الابرار، (مترجم پیرزادہ محمد اقبال فاروقی)، مکتبہ نبویہ، لاہور، صفحہ ۱۰۶

۸......مفتی غلام سرور قریشی لاہوری (م ۱۳۰۷ھ)، تاریخ مخزن پنجاب، اسلم پرنٹرز لاہور، ۱۹۹۶ء، صفحہ ۲۴۲

۹.....مرجع سابق، صفحہ ۵۲۸

۱۰.....کیپٹن واحد بخش سیال، مقام گنج شکر، ایم ایس پرنٹرز، دربار مارکیٹ، لاہور، صفحہ ۲۰۶ تا ۲۰۷

۱۱.....مقام گنج شکر، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۹

۱۲.....مرجع سابق، صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰

۱۳..... پارہ نمبر ۲، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۵۶

۱۴.....مولانا فیض احمد فیض، مہر منیر، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور، صفحہ ۱-۴۳۰

۱۵.....امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) نے یہ حدیث یوں نقل کی ہے:

إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ---

[جامع ترمذی، مجیدی، کانپور، جلد ۲، صفحہ ۷۳، ابواب صفة القيمة]

۱۶.....یہ حدیث ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) نے بایں کلمات درج کی ہے:

اَلْجَنَّةُ تحتَ أَقْدَامِ الأُمَّهاتِ---[مرقاۃ المفاتیح، مکتبہ امدادیہ، جلد ۹، صفحہ ۲۰۸]

۱۷.....مرقات، جلد ۴، صفحہ ۱۱۲:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ أَلَا فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُرِقُّ الْقَلْبَ وَتُدْمِعُ الْعَيْنَ وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ---

● ابن ماجہ میں حدیث مبارکہ کے یہ کلمات ہیں:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا و تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ---

[ابوعبداللہ محمد بن یزید، ابن ماجہ، نور محمد کتب، کراچی، صفحہ ۱۱۴، باب ما جاء في زيارة القبور]

''میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، (اب) ان کی زیارت کیا کرو، کیوں کہ یہ دنیا سے بے رغبتی کا سبب اور آخرت کی یاد دلاتی ہے''---

۱۸..... الحديد: ۲۷

۱۹.....امام احمد بن حنبل، ۲۴۱ھ، مسند امام احمد، دار صادر، بیروت،، جلد ۱، صفحہ ۳۷۹

● ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، ۴۰۵ھ، مستدرک، دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، جلد ۳، صفحہ ۷۸

● مرقاۃ المفاتیح، جلد ۱، صفحہ ۲۱۷

۲۰..... البقرہ: ۵۸

۲۱..... العنکبوت: ۶۷

۲۲.....مکمل حدیث یوں ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسلّم يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَ يَقُولُ مَا أَطْيَبَكِ وَ أَطْيَبَ رِيحَكِ مَا أَعْظَمَكِ وَ أَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهٖ وَدَمِهٖ وَ أَنْ نَظُنَّ بِهٖ إِلَّا خَيْرًا---

[ابن ماجہ، صفحہ ۲۹۰، باب حرمة دم المومن و ماله]

۲۳.....ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، کتاب الایمان (حدیث جبریل)، جلد ۱، صفحہ ۵۹، کتاب الرقاق، جلد ۹، صفحہ ۳۹۴

۲۴.....مولانا عبد العلی بحر العلوم، شرح مثنوی از بحر العلوم، منشی نول کشور لکھنؤ، ۱۲۹۳ھ، دفتر دوم، حکایت پیر و مرید، صفحہ ۱۴۹/ سیدنا غوث اعظم الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ، الرسالة الغوثية، غلام دستگیر اکادمی، جھنگ، ۱۹۹۸ء، صفحہ ۵۰

۲۵.....مولانا جلال الدین رومی، مثنوی معنوی، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۰۸ء، دفتر دوم، حکایت پیر و مرید، صفحہ ۱۵۰

۲۶.....البقرہ: ۶۲/ یونس: ۶۲

۲۷.....امام مسلم نے یہ حدیث یوں نقل کی ہے:

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ---[صحیح مسلم، اصح المطابع کراچی، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل مجالس الذکر، جلد ۲، صفحہ ۳۴۴]

● صحیح بخاری شریف میں الفاظ یوں ہیں:

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيسُهُمْ ---[صحیح بخاری، اصح المطابع، دہلی، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللّٰہ، جلد ۲، صفحہ ۹۴۸]

● البتہ بعض شروح بخاری کے متن میں لا يشقٰى بهم جليسهم کے کلمات ہیں---

۲۸.....علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) نے اسے یوں بیان کیا ہے:

عن كعب الأحبار قال نجدها في التوراة كفتة محفوفة بالنخيل و موكل بها الملائكة كلما امتلأت أخذوا بأطرافها فكفؤها في الجنة---قال ابن النجار يعني البقيع---[وفاء الوفاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد ۳، صفحہ ۸۸۹]

● شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) تحریر کرتے ہیں:

واز کعب احبار روایت است کہ در توریت آمدہ کہ بر مقبرہ بقیع ملائکہ موکل اند
کہ ہرگاہ پرشود اطراف او بگیرند و در بہشت بیفشانند---

[جذب القلوب، نول کشور، لکھنؤ، صفحہ ۱۶۷]

۲۹......صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۱۰۲

- ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، م ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد، اصح المطابع، کراچی، جلد ۲، صفحہ ۴۲۷
- مسند امام احمد، جلد ۲، صفحہ ۲۹۲ و ۵۳۸

۳۰......امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی، ۶۹۱ھ، بهجة الاسرار، مصطفیٰ البابی مصر، صفحہ ۱۰۰

۳۱...... بهجة الاسرار، صفحہ ۱۰۱

- علامہ محمد بن یحییٰ حلبی، ۹۶۳ھ، قلائد الجواهر، مصطفیٰ البابی مصر، صفحہ ۱۵

۳۲......مرجع سابق

۳۳...... المائدہ: ۳۵

۳۴...... البقرہ: ۱۲۵

۳۵......بہشتی دروازہ، مولانا ابوالضیاء محمد باقر ضیاء النوری

۳۶......انوار الفرید، صفحہ ۴۲۲ تا ۴۲۳



دریائے بے کنار ہے قطرہ فرید کا
ملتا نہیں کسی کو کنارہ فرید کا
مے خانۂ فرید پہ مستوں کی دھوم ہے
مستانہ ہو رہا ہے زمانہ فرید کا
بس یا فرید کہتے ہی جنت ملی ہمیں
اللہ بھی چاہتا ہے بہانہ فرید کا

